HABIBIA ISLAMICUS

(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)

Home Page: http://habibiaislamicus.com

Approved by HEC in Y Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY

Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk,

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

SOURCES OF TAX COLLECTION ACCORDING TO THE FOUR IMAMS

ائمہ اربعہ کے نزدیک ٹیکس کے وصولی کے ذرائع

AUTHORS:

1. *Momin Fayyaz, Lecturer, Mohammad Ali Jinnah University Karachi. & Research Scholar FUUST Karachi Email ID: abdul.momin.fayyaz@gmail.com*

How to Cite: *Fayyaz, Momin (2022). SOURCES OF TAX COLLECTION ACCORDING TO THE FOUR IMAMS: ائمہ اربعہ کے نزدیک ٹیکس کے وصولی کے ذرائع. Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research), 6(4), 39-50.*

https://doi.org/10.47720/hi.2022.0604u04

URL: https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/282

Vol. 6, No.4 || October –December2022 || P. 39-50

Published online: 2022-12-30

QR. Code

SOURCES OF TAX COLLECTION ACCORDING TO THE FOUR IMAMS

ائمہ اربعہ کے نزدیک ٹیکس کے وصولی کے ذرائع

Momin Fayyaz

ABSTRACT:

" Jizya" is a special term of the Islamic law that is applied to the special revenue (tax) which is collected from the non-Muslims residing in the Islamic state according to the determined will. "Jizya" is originally derived from the word "Jizya", which literally means "compensation". This special tax (tax) is called Jizya because it is a reward for abandoning Islam and disbelief in the Islamic state. It is received to protect their wealth, property, honor, and reputation .In this research, according to the jurisprudence of Arba'ah Imams, the methods of tax collection and their sources have been studied, and the orders of the four Imams have been mentioned in detail.

KEYWORDS: *Jizya, Islamic law, Compensation, Four Imams, Special Tax.*

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں جس کو ہم دو ادوار میں تقسیم کرتے ہیں مکی زندگی اور مدنی زندگی۔ کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان دونوں ادوار میں مسلمانوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کیا ہے اور اسلام کے نظام کو خوش اسلوبی سے چلایا ہے۔ پھر اگلے ادوار عہد خلافت راشدہ میں خلفاء کرام نے مملکت اسلامیہ کو چلانے کے لیے عمدہ طریقہ اور اسوہ رسول ﷺ اپنایا ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عشر اور خراج نظام کی باقاعدہ بنیاد ڈالی گئی اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اموال کی تقسیم اور ان کے انتظام کا باقاعدہ شعبہ قائم کیا گیا اس دور میں جہاد فی سبیل اللہ کی وجہ سے اموال اور غنائم کی کثرت ہوتی تھی تو اس کے لئے باقاعدہ فوج اور مال کی تقسیم کے لیے شعبہ جات قائم کیے گئے۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں بھی بیت المال میں بہت ترقی ہوئی اور مال غنیمت اور جزیہ وغیرہ یہی جمع ہوتا تھا اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت علی کے دور میں بھی بیت المال سے ہی تمام مسلمانوں کے ضروری کاموں کو انجام دیا جاتا تھا۔

" جزیہ "" اسلامی قانون کی ایک خاص اصطلاح ہے جس کا اطلاق اس خاص محصول (ٹیکس) پر ہوتا ہے جو اسلامی مملکت میں بسنے والے غیر مسلم افراد (ذمّیوں) سے طے شدہ مرضی کے مطابق لیا جاتا ہے۔"

" جزیہ " اصل میں جزاء سے نکلا ہے جس کے لغوی معنی " بدلہ کے ہیں! اس خاص محصول (ٹیکس) کو جزیہ اس لئے کہا جاتا ہے وہ گویا اسلامی ریاست میں ترک اسلام اور کفر پر قائم رہنے کا ایک بدلہ اور عوض ہے جو ان کے مال، جائداد، عزّت و آبرو کی حفاظت کے لئے وصول کیا جاتا ہے۔

اس تحقیق میں فقہائے اربعہ کی فقہی مسلک کے مطابق ٹیکس کے وصولی کا طریقہ کار اور ان کے ذرائع کا مطالعہ کیا گیا ہے، اور چاروں آئمہ کے ہاں اس کے حکم کے بارے میں تفصیل ذکر کیا گیا ہے۔

فقہ حنفی میں ٹیکس وصولی کے ذرائع: "قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصْلُحُ قِبْلَتَانِ فِي أَرْضٍ، وَلَيْسَ عَلَى مُسْلِمٍ جِزْيَةٌ۔(1)

"رسول کریم ﷺ نے فرمایا ایک زمین میں دو قبلے نہیں ہونے چاہئیں اور مسلمان پر جزیہ عائد نہیں ہو سکتا۔"

" ایک زمین میں دو قبلے کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک علاقے میں دو مذہب برادری کی بنیاد پر نہیں ہونے چاہئیں۔" گویا اس کے ذریعہ مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ کافروں یعنی اپنے دین کے دشمنوں کے درمیان دارالحرب میں سکونت اختیار نہ کریں اور نہ اس کے ذریعہ اپنے آپ کو ذلیل ورسوا کریں۔ اسی طرح اسلامی ریاست کو چاہیے کہ وہ اپنی حدود میں کافروں یعنی دشمنان دین کو بغیر جزیہ کے سکونت اختیار نہ کرنے دے اور ان کے جزیہ دینے کی صورت میں ان کو اس طرح سر اٹھانے کا موقع نہ دے وہ علی الاعلان اسلامی ریاست کے بنیادی اصول و قوانین اور دینی عقائد و نظریات کے خلاف امور انجام دیں اور یہ آگاہی اس حقیقت کے پیش نظر ہے کہ ان دونوں ہی صورتوں میں دین اسلام اور کفر دونوں کا مساوی ہو جانالازم آتا ہے جب کہ اسلام کی نظر میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ اسلام اس امر کا متقاضی ہوتا ہے کہ مسلمان جہاں بھی رہیں، قوت وشوکت اور عزت ورفعت کے مقام پر رہوں اور اسلام دشمن عناصر ضعیف وکمزور اور بے وقعت رہیں۔ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے جلاوطن کر دینے کی طرف اشارہ ہے جو اہل کتاب ہونے کی وجہ سے اہل قبلہ بھی ہیں اور ان دونوں کا الگ الگ قبلہ ہے جو اہل اسلام کے قبلہ کے خلاف ہے، تاکہ اس علاقہ میں دو قبلوں کو ماننے والوں کا وجود نہ رہے بلکہ صرف ایک قبلہ حقیقی کو ماننے والے یعنی مسلمان ہی رہیں۔ "مسلمان پر جزیہ عائد نہیں ہو سکتا ۔" میں اس صورت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مثلاً کوئی غیر مسلم، ذمی ہونے کی حیثیت میں اسلامی ریاست کا شہری بنا لیکن وہ جزیہ ادا کرنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو اب اس سے جزیہ کا مطالبہ نہ کیا جائے کیونکہ وہ مسلمان ہے اور مسلمان پر جزیہ عائد نہیں ہوتا۔"

"أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِجِزْيَتِهَا، فَقَدْ اسْتَقَالَ هِجْرَتَهُ، وَمَنْ نَزَعَ صَغَارَ كَافِرٍ مِنْ عُنُقِهِ فَجَعَلَهُ فِي عُنُقِهِ فَقَدْ وَلَّى الْإِسْلَامَ ظَهْرَهُ۔"(2)

"اور حضرت ابو درداء رسول کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی جزیہ والی زمین کو خریدا اس نے اپنی ہجرت کو توڑ دیا اور جس نے کافر کی ذلت کو اس کی گردن سے نکال کر اپنی گردن میں ڈال لیا اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔"

"مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کسی ذمی سے کوئی خراجی جزیہ والی زمین خریدی تو اس مسلمان پر اس زمین کا وہ جزیہ عائد ہو گا جو اس زمین کے پہلے مالک ذمی پر عائد تھا۔ اور اسی طرح گویا وہ مسلمان دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے جن حقوق اور جس شرف وعزت کے دائرہ میں تھا اس سے نکل جائے ض گا اور ایک کافر کی ذلت یعنی جزیہ کی سختی کو اپنے ہاتھوں اپنے گلے میں ڈالنے والا ہو گا۔ اور جس نے کافر کی ذلت کو اس کی گردن سے نکال کر۔۔ الخ حدیث کا یہ جزء دراصل پہلے جزء کا بیان اور اس کی وضاحت ہے کہ جس مسلمان نے ایک کافر کے جزیہ کو اپنے ذمہ لے لیا اس نے گویا اسلام کی عطا کی ہوئی عزت دے کر کفر کی ذلت ورسوائی مول لے لی اور اس طرح اس نے کفر کو اسلام کا بدل قرار دیا ہے۔ خطابی کہتے ہیں کہ یہاں جزیہ سے مراد خراج ہے یعنی اگر کوئی مسلمان کسی کافر سے کوئی خراجی زمین خریدے گا تو اس زمین کا خراج ساقط نہیں ہو گا بلکہ اب وہ اس مسلمان پر عائد ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا یہی مسلک ہے

"وجزية يبتدئ الإمام وضعها إذا غلب الإمام على الكفار وأقرهم على أملاكهم فيضع على الغني للظاهر الغني في كل سنة ثمانية وأربعين درهما يأخذ منهم في كل شهر أربعة دراهم وعلى وسط الحال أربعة وعشرين درهما في كل شهر درهمين وعلى الفقير المعتمل اثني عشر درهما في كل شهر درهما" وهذا عندنا۔"(3)

"خلاصہ یہ ہوا کہ ہر اس شخص پر جزیہ لازم کیا جائے گا جو لڑائی کے اہل ہو۔لہذا ایسے مالدار لوگوں پر جو اپاہج اور لنجے ہوں ان پر جزیہ مقرر نہیں کیا جائے گا۔ اگر چہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔ اور فقیہ ابو جعفرؒ کے قول کے مطابق مالداری کا اعتبار ہر ملک کی عادت اور عرف پر ہے۔ پس جو شخص جس شہر میں مالدار و تونگر شمار ہوتا ہو وہ قسم اول میں ہے۔ ان تینوں قسموں کے اعتبار سے ہر ایک قسم پر مختلف جزیہ لازم ہو گا۔ یہ حکم احناف کے نزدیک ہے۔"(4)

"عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، فَأَتَتِ الْيَهُودُ فَشَكَوْا أَنَّ النَّاسَ قَدْ أَسْرَعُوا إِلَى حَظَائِرِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهَدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا۔"(5)

"حضرت خالد بن ولیدؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ خیبر کے دن جہاد میں شریک تھا(ایک موقع پر) یہودی آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ شکایت کی کہ لوگوں نے ان کی کھجوروں کی طرف جلد روی اختیار کی ہے (یعنی مسلمانوں نے ہمارے کھجور کے درختوں پر سے پھل توڑ لئے ہیں جب کہ ہم معاہد ہیں) چنانچہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ خبردار! ان لوگوں کا مال حلال نہیں ہے جس سے عہد و پیمان ہو چکا ہے۔ علاوہ اس حق کے جو اس مال سے متعلق ہو۔"

" معاہد اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس سے عہد و پیمان ہوا ہو، چنانچہ اگر وہ معاہد ذمی ہے تو وہ حق جو اس کے مال سے متعلق ہے جزیہ ہے اور اگر وہ معاہد مستامن ہے اور اس کے پاس مال تجارت ہے۔ تو اس کے مال سے جو حق متعلق ہو گا وہ اس پر لاگو ہونے والا عشر ہے۔"

فقہ شافعی میں ٹیکس وصولی کے ذرائع:امام شافعیؒ کے مذہب کے مطابق جزیہ اس طرح لیا جائے گا:

"وقال الشافعي رحمه الله يضع على كل حالم دينارا أو ما يعدل الدينار الغني والفقير في ذلك سواء۔"(6)

"اورامام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ ہر بالغ پر ایک دینار یا جو اس کے مساوی ہو مقرر کر دے۔ اس معاملہ میں مالدار اور فقیر دونوں برابر ہیں۔"(7)

"وعن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه و سلم قال :الْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ. يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ، وَمُتَسَرِّيهِمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ-"(8)

"اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا قصاص اور دیت میں سب مسلمان برابر ہیں اور ایک ادنیٰ مسلمان بھی امان دے سکتا ہے اور دور والا مسلمان بھی حق رکھتا ہے اور سب مسلمان ایک ہاتھ کی طرح ہوتے ہیں (یعنی تمام مسلمان غیر مسلموں کے مقابلہ میں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہونے میں ایک ہاتھ کی مانند ہوتے ہیں کہ جس طرح کسی چیز کو

غیروں کے مقابلے پر متحد و متفق رہیں اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں) اور خبر دار! کافر کے بدلے میں مسلمان نہ مارا جائے اور نہ عہد والے (یعنی ذمی) کو مارا جائے جب تک کہ وہ عہد وضمان میں ہے۔ ابوداؤد، نسائی) اور ابن ماجہ نے اس روایت کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے۔"

"سب مسلمان برابر ہیں: کا مطلب یہ ہے کہ قصاص اور خون بہا کے لینے دینے میں سب مسلمان برابر ہیں اور یکساں ہیں شریف اور رزیل میں، چھوٹے درجہ والا کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے، یا بڑی ذات والے کے خون بہا کی مقدار پوری دی جائے اور چھوٹی ذات والے کے خون بہا کی مقدار کم دی جائے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ اگر کوئی باحیثیت آدمی کسی کم حیثیت والے کو قتل کر دیتا تھا وہ تو قصاص میں اس کو قتل نہیں کرتے تھے بلکہ اس عوض میں اس کے قبیلے کے ان چند آدمیوں کو قتل کر دیا جاتا تھا جو زیر دست ہوتے تھے۔ اور ایک ادنیٰ مسلمان بھی امان دے سکتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں کا کوئی ادنیٰ ترین فرد جیسے غلام یا عورت کسی کافر کو امان دے دے تو سب مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کافر کو امان دیں اور اس کے جان ومال کی حفاظت کا جو عہد اس مسلمان کی طرف سے کیا گیا ہے اس کو نہ توڑیں۔" اور دور والا مسلمان بھی حق رکھتا ہے "اس جملہ کے دو مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ایسے مسلمان نے جو درالحرب سے دور رہ رہا ہے کسی کافر کو امان دے رکھی ہے تو ان مسلمانوں کے لئے جو دار الحرب کے قریب ہیں یہ جائز نہیں ہے کہ اس مسلمان کے عہد امان کو توڑ دیں۔ دوسرے معنی یہ ہے کہ جب مسلمانوں کا لشکر دار الحرب میں داخل ہو جائے اور مسلمانوں کا امیر لشکر کے ایک دستہ کو کسی دوسری سمت میں بھیج دے اور پھر وہ دستہ مال غنیمت لے کر واپس آئے تو وہ مال غنیمت صرف اسی دستہ کا حق نہیں ہو گا، بلکہ وہ سارے لشکر والوں کو تقسیم کیا جائے گا۔" جب تک کہ وہ عہد وضمان میں ہے "کا مطلب یہ ہے کہ جو کافر جزیہ (ٹیکس) ادا کر کے اسلامی سلطنت کا وفادار شہری بن گیا ہے اور اسلامی سلطنت نے اس کے جان ومال کی حفاظت کا عہد کر لیا ہے تو جب تک وہ ذمی ہے اور اپنے ذمی ہونے کے منافی کوئی کام نہیں کرتا اس کو مسلمان قتل نہ کرے بلکہ اس کی حفاظت کو ذمہ داری سمجھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی قانون حکومت کی نظر میں ایک ذمی کے خون کی بھی وہی قیمت ہے جو ایک مسلمان کے خون کی ہے لہٰذا اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو ناحق قتل کر دے تو اسکے قصاص میں اس کے قاتل مسلمان کو قتل کر دینا چاہیئے جیسا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک ہے۔ اس نکتہ سے حدیث کے اس جملہ " کافر کے بدلے میں مسلمان کو نہ مارا جائے "کا مفہوم بھی واضح ہو گیا کہ یہاں کافر سے مراد حربی کافر ہے نہ کہ ذمی! حاصل یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک کسی مسلمان کو حربی کافر کے قصاص میں تو قتل نہ کیا جائے لیکن ذمی کے قصاص میں قتل کیا جائے اور حضرت امام شافعی کے نزدیک کسی مسلمان کو کسی کافر کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے خواہ وہ کافر حربی ہو یا ذمی۔

"عن بَجَالَةُ، سَنَةَ سَبْعِينَ، عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ ، قَالَ: كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَمِّ الأَحْنَفِ، فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ، فَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ المَجُوسِ، وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الجِزْيَةَ مِنَ المَجُوسِ۔"(9)

"حضرت بجالہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (تابعی) کہتے ہیں کہ میں حضرت جزء ابن معاویہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (تابعی) کے ہاں جو حضرت احنفؓ (صحابی) کے چچا تھے، منشی تھا۔ ایک مرتبہ) ہمارے پاس حضرت (امیر المؤمنین) عمر بن خطابؓ کا ان کی وفات سے ایک سال پہلے ایک مکتوب آیا جس میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ مجوسیوں یعنی آتش پرستوں میں ان کے محارم کے درمیان تفریق کرادو۔ نیز (راوی کہتے ہیں کہ) عمرؓ (پہلے) مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیا کرتے تھے یہاں تک کہ جب حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ نے گواہی دی (یعنی انہوں نے یہ بیان کیا) کہ رسول کریم ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا(تب حضرت عمرؓ نے مجوسیوں سے جزیہ لینا شروع کیا۔"

"محرم اس قریبی رشتہ دار کو کہتے ہیں جس سے نکاح جائز ہو ماں، بیٹی اور بہن وغیرہ۔ مجوسیوں میں یہ دستور تھا کہ وہ اپنے محرم سے شادی کر لیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ نے یہ حکم بھیجا کہ جن مجوسیوں نے اپنے محارم سے شادی کر رکھی ہو ان میاں بیوی کے درمیان تفریق کرادو یعنی ان کی شادی فسخ قرار دے دو۔ اگرچہ اسلامی قانون کا یہ ضابطہ ہے کہ جو غیر مسلم اسلامی ریاست کے ذمہ و حفاظت میں ہوں ان کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کی جائے بلکہ ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دی جائے اور یہ بات (یعنی اپنے محرم سے شادی) چونکہ ان کے مذہب میں جائز تھی اس لئے حضرت عمرؓ کا یہ حکم دینا بظاہر ایک سوالیہ نشان ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اسلامی ریاست کی طرف سے ذمّیوں کو اپنے مذہبی معاملات میں پوری آزادی حاصل ہوتی ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امام وقت کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اسلامی قلم رو میں جہاں صرف اللہ کا اتارا ہوا قانون نافذ و جاری ہوتا ہے کسی بھی ایسے عمل کو روک دے جو براہ راست اسلامی شعار کے منافی اور دین کے بنیادی اصولوں اور قانون حکومت کے مخالف ہو۔ چنانچہ مجوسیوں کا اپنے محرم سے شادی کرنا بھی چونکہ نہ صرف اسلامی شعار کے صریح مخالف ہی تھا بلکہ اخلاقی اور سماجی طور پر بھی نہایت مذموم اور شنیع فعل تھا اس لئے حضرت عمرؓ نے اس طرح کی شادیوں کو ختم کر دینے کا حکم دیا۔ مجوسیوں کے بارہ میں جمہور علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ان سے جزیہ لیا جائے بلکہ حنفیہ کے نزدیک عجمی بت پرستوں سے بھی جزیہ لیا جائے لیکن اس میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اختلافی قول ہے۔"

"ہجر ایک جگہ کا نام ہے جو بعض حضرات کے نزدیک یمن میں بحرین کے قریب ایک شہر تھا، مگر موجودہ محققین کے مطابق جزیرہ نمائے عرب کا مشرقی ساحل جو احساء کہلاتا ہے پہلے ہجر کے نام سے موسوم تھا اور اسی کو بحرین بھی کہتے تھے۔

"عَنْ مُعَاذٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا، أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً، وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ يَعْنِي مُحْتَلِمًا دِينَارًا، أَوْ عَدْلَهُ مِنَ الْمَعَافِرِ ثِيَابٌ تَكُونُ بِالْيَمَنِ۔"(10)

"حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ جب رسول کریم ﷺ نے ان (معاذ) کو (قاضی و حاکم بنا کر) یمن روانہ کیا تو ان کو یہ ہدایت کی کہ وہ (وہاں کے) ہر حاکم یعنی ہر بالغ سے ایک دینار یا ایک دینار کی قیمت کا معافری کپڑا جو یمن میں تیار ہوتا ہے (جزیہ کے طور پر) لیں۔"(11)

"ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جزیہ نہ تو عورت پر عائد ہوتا ہے اور نہ بچے پر۔ (اسی طرح مجنوں، اندھے اور فالج زدہ پر بھی) جزیہ واجب نہیں ہوتا۔ نیز وہ بوڑھا جو لڑنے اور کام کرنے پر قادر نہ ہو اور وہ محتاج جو کوئی کام کرنے پر قادر نہ ہو جزیہ سے مستثنیٰ ہے۔"

"یہ حدیث بظاہر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل ہے جن کے نزدیک جزیہ کی واجب مقدار کے بارے میں غنی اور فقیر (یعنی امیر وغریب) برابر ہیں کیونکہ اس حدیث میں کوئی تخصیص کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن حنفیہ کے نزدیک غنی (امیر) پر ہر سال اڑتالیس درہم واجب ہوتے ہیں جو ہر مہینے چار درہم کے حساب سے ادا کرنے ہوتے ہیں، درمیانی درجہ والے پر ہر سال چوبیس درہم ہوتے ہیں جنہیں وہ ہر ماہ دو دو درہم کر کے ادا کرے گا اور فقیر یعنی نچلے طبقہ والے پر جو کمانے والا ہو بارہ درہم واجب ہوتے ہیں جنہیں وہ ہر ماہ ایک ایک درہم کر کے ادا کرے گا۔ اسی حنفی مسلک کے بارہ میں ہدایہ میں لکھا ہے کہ یہ مسلک حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے نیز انصار و مہاجرین میں سے کسی سے بھی اس کے خلاف منقول نہیں ہے اور جہاں تک اس حدیث کا سوال ہے جس میں ہر بالغ سے ایک ایک دینار لینا روایت کیا گیا ہے تو یہ صلح کی صورت پر محمول ہے کہ یمن چونکہ جنگ و جدال کے ذریعے فتح نہیں ہوا تھا بلکہ باہمی صلح کے ذریعہ یمن والوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے تسلّط واقتدار میں دے دیا تھا لہٰذا جزیہ کے بارہ میں بھی ان کے ساتھ مذکورہ مقدار پر مصالحت ہوئی۔ یا یہ اس پر محمول ہے کہ اہل یمن چونکہ مالی طور پر بہت پس ماندہ اور خستہ حال تھے اس لئے ان پر جزیہ کی وہی مقدار واجب کی گئی جو فقراء (غریبوں) پر واجب کی جانی چاہئے تھی۔"

"عَنْ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي أُمِّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ، وَالنَّصَارَى، وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ۔"(12)

"حضرت حرب ابن عبید اللہ اپنے جد (نانا) سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔"

"یہود و نصاریٰ پر عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے مسلمانوں پر (چالیسواں حصہ واجب ہے، ان پر عشر واجب نہیں ہے۔"(13)

"یہاں عشر یعنی دسویں حصہ کا تعلّق مال تجارت سے ہے صدقات واجبہ (یعنی زمینی پیداوار) کا عشر مراد نہیں ہے، کیونکہ مسلمانوں پر زمینی پیدوار کا عشر واجب ہوتا ہے۔ خطابی کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ پر عشر کی قسم سے جو چیز واجب ہوتی ہے وہ بس وہی ہے جس پر ان کو ذمی بناتے وقت صلح ہوئی ہو اور جس کا ان کے ساتھ معاہدہ ہوا ہو اور اگر ان کو ذمی بناتے وقت ان سے کسی چیز پر صلح نہیں ہوتی ہے تو اس صورت میں ان پر جزیہ کے علاوہ اور کچھ واجب نہیں ہو گا۔"

"چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے۔ اس سلسلے میں حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ اپنے شہروں میں مسلمانوں کے داخل ہونے کے وقت ان کے مال تجارت پر محصول (ٹیکس) وغیرہ لیتے ہوں تو مسلمانوں کو بھی یہ حق حاصل ہو گا کہ جب ان کے شہروں میں یہود و نصاریٰ آئیں تو ان کے تجارت پر مسلمان بھی ان سے محصول لیں اور اگر وہ مسلمانوں سے کسی طرح کا کوئی محصول نہ لیتے ہوں تو پھر مسلمان بھی ان سے کوئی محصول نہیں لیں گے.

فقہ مالکی میں ٹیکس وصولی کے ذرائع:"قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم: أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ الْبَحْرَيْنِ، وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ: أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ فَارِسَ وَأَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ: أَخَذَهَا مِنَ الْبَرْبَرِ۔(14)"

ترجمہ:امام مالکؒ نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں زہری نے حدیث بیان کی کہ بے شک نبی اکرم ﷺ نے بحرین کے مجوسیوں سے جزیہ وصول فرماتے تھے اور بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فارس کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بربر کے مجوسیوں سے جزیہ وصول فرماتے تھے۔(15)

"حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَسْلَمَ ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ الْجِزْيَةَ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ، وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا، مَعَ ذَلِكَ أَرْزَاقُ الْمُسْلِمِينَ ، وَضِيَافَةُ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ۔(16) "

ترجمہ:امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں حضرت نافع نے حضرت عمر کے غلام اسلم سے روایت کی کہ بے شک حضرت عمر نے ہر اس شخص پر جس کے پاس چالیس درہم چاندی اور چار دینار سونا ہو اس پر جزیہ مقرر فرمایا نیز اس کے ساتھ ساتھ تین دن تک مسلمانوں کی مہمانداری وحاجت روائی کا حکم ارشاد فرمایا۔(17)

"أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَانَ يُؤْتَى بِنَعَمٍ كَثِيرَةٍ مِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ "، قَالَ مَالِكٌ: أُرَاهُ تُؤْخَذُ مِنْ أَهْلِ الْجِزْيَةِ فِي جِزْيَتِهِمْ، قَالَ مُحَمَّدٌ: السُّنَّةُ أَنْ تُؤْخَذَ الْجِزْيَةُ مِنَ الْمَجُوسِ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُنْكَحَ نِسَاؤُهُمْ، وَلا تُؤْكَلَ ذَبَائِحُهُمْ، وَكَذَلِكَ بَلَغَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَضَرَبَ عُمَرُ الْجِزْيَةَ عَلَى أَهْلِ سَوَادِ الْكُوفَةِ، عَلَى الْمُعْسِرِ اثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَمًا، وَعَلَى الْوَسَطِ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَعَلَى الْغَنِيِّ ثَمَانِيَةً وَأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا، وَأَمَّا مَا ذَكَرَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ مِنَ الإِبِلِ، فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمْ يَأْخُذِ الإِبِلَ فِي جِزْيَةٍ عَلِمْنَاهَا إِلا مِنْ بَنِي تَغْلِبَ فَإِنَّهُ أَضْعَفَ عَلَيْهِمُ الصَّدَقَةَ، فَجَعَلَ ذَلِكَ جِزْيَتَهُمْ، فَأَخَذَ مِنْ إِبِلِهِمْ وَبَقَرِهِمْ وَغَنَمِهِمْ۔(18)"

ترجمہ:امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں حضرت زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب کے پاس بکثرت جزیہ کے اونٹ آتے تھے، حضرت امام مالک فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ وہ اونٹ جزیہ میں اہل جزیہ سے وصول کیے جاتے تھے۔

امام محمد کا ارشاد ہے کہ مجوسیوں سے جزیہ لینا سنت ہے علاوہ اس بات کے کہ ان عورتوں سے نہ تو نکاح کیا جائے اور نہ ہی ان کے ذبح کردہ جانوروں کو کھایا جائے۔ نبی کریم ﷺ کی طرف سے ہمیں ایسی روایت پہنچی ہے اور حضرت عمر نے کوفہ والوں پر جزیہ کی مقدار یوں نافذ کی تھی کہ غریب سے بارہ درہم درمیانی سے چوبیس درہم اور امیر سے اڑتالیس درہم۔

البتہ امام مالک نے اونٹ کا ذکر کیا ہے مگر ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ حضرت عمر بنی تغلب کے علاوہ کسی سے اونٹ نہیں لیتے تھے کیونکہ ان پر بطور جرمانہ جزیہ دوگنا کر دیا گیا تھا تو اسے پورا کرنے کے لئے ان سے اونٹ گائے اور بکریاں وصول کی جاتی تھی۔(19)

"حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ ,أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رحمة الله عليه: إِنَّ فِي الظَّهْرِ نَاقَةً عَمْيَاءَ. فَقَالَ عُمَرُ: ادْفَعْهَا إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَنْتَفِعُونَ بِهَا. فَقُلْتُ: وَهِيَ عَمْيَاءُ؟ قَالَ: يَقْطُرُونَهَا بِالإِبِلِ ,قَالَ: فَقُلْتُ: كَيْفَ تَأْكُلُ مِنَ الأَرْضِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: أَمِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ هِيَ ,أَمْ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ؟ قال: فَقُلْتُ: مِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ. فَقَالَ عُمَرُ: أَرَدْتُمْ، وَاللَّهِ، أَكْلَهَا. فَقُلْتُ: إِنَّ عَلَيْهَا وَسْمَ الْجِزْيَةِ. فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ ,فَنُحِرَتْ، وَكَانَ عِنْدَهُ صِحَافٌ تِسْعٌ. فَلاَ تَكُونُ فَاكِهَةٌ وَلاَ طُرَيْفَةٌ ,إِلاَّ جَعَلَ مِنْهَا فِي تِلْكَ الصِّحَافِ، فَيَبْعَثُ بِهِ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَكُونُ الَّذِي يَبْعَثُ بِهِ إِلَى حَفْصَةَ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ. فَإِنْ كَانَ فِيهِ نُقْصَانٌ، كَانَ فِي

حَظِّ حَفْصَةَ. قَالَ: فَجَعَلَ فِي تِلْكَ الصِّحَافِ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُورِ. فَبَعَثَ بِهِ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَمَرَ بِمَا بَقِيَ، فَصُنِعَ, فَدَعَا عَلَيْهِ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارَ۔عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ يَضَعُوا الْجِزْيَةَ عَمَّنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْجِزْيَةِ حِينَ يُسْلِمُونَ۔(20) "

"اسلم بن عدوی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عمر بن خطاب سے کہ شتر خانے میں ایک اندھی اونٹنی ہے تو فرمایا حضرت عمر نے وہ اونٹنی کسی گھر والوں کو دے دے تاکہ وہ اس سے نفع اٹھائیں میں نے کہا وہ اندھی ہے حضرت عمر نے کہا اس کو اونٹوں کی قطار میں باندھ دیں گے میں نے کہا وہ چارہ کیسے کھائے گی حضرت عمر نے کہا وہ جزیے کے جانوروں میں سے ہے یا صدقہ کے میں نے کہا وہ جزیے کے حضرت عمر نے کہا واللہ تم لوگوں نے اس کے کھانے کا ارادہ کیا ہے میں نے کہا نہیں اس پر نشانی جزیہ کی موجود ہے تو حکم کیا حضرت عمر نے اور وہ نحر کی گئی اور حضرت عمر کے پاس نو پیالے تھے جو میوہ یا اچھی چیز آتی آپ ان میں رکھ کر آپ ﷺ کی بیبیوں کو بھیجا کرتے اور سب سے آخر میں اپنی بیٹی حفصہ کے پاس بھیجتے اگر وہ چیز کم ہوتی تو کمی حفصہ کے حصے میں ہوتی تو پہلے آپ نے گوشت کو پیالوں میں ڈال کر آپ ﷺ کی بیبیوں کو روانہ کیا بعد اس کے پکانے کا حکم کیا اور سب مہاجرین اور انصار کی دعوت کر دی۔ امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھ بھیجا اپنے عاملوں کو جو لوگ جزیہ والوں میں سے مسلمان ہوں ان کا جزیہ معاف کریں۔"

"عَنْ أَسْلَمَ, مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ, أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ الْجِزْيَةَ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ. وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا. مَعَ ذَلِكَ أَرْزَاقُ الْمُسْلِمِينَ وَضِيَافَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔(21) "

"حضرت اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (تابعی) کہتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطابؓ نے (اپنے دور خلافت) ان (ذمیوں) پر، جو (بہت زیادہ) سونا رکھتے تھے، چار دینار جزیہ مقرر کیا اور جو (ذمی) چاندی رکھتے تھے ان پر چالیس درہم جزیہ مقرر کیا اور اس کے علاوہ ان پر مسلمانوں کا خورد و نوش اور تین دن کی میزبانی بھی مقرر کی تھی۔"

اور تین دن کی میزبانی الخ " یہ اصل میں "خورد ونوش" کی وضاحت ہے، یعنی ان غیر مسلموں کو ذمی بناتے وقت ان پر جزیہ کی جو مذکورہ مقدار مقرر کی گئی تھی اس کے ساتھ ہی ان کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا تھا کہ جب ان کے ہاں کوئی مسلمان پہنچے تو وہ کم سے کم تین دن تک اس کی میزبانی کے فرائض انجام دیں۔ چنانچہ شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ ذمیوں سے ایک دینار سے زائد کی مقدار پر مصالحت کرنا کہ اگر ان کے ہاں سے مسلمان گذریں تو ان کی میزبانی کے فرائض انجام دیں، یہ جائز ہے اور اس میزبانی کے اخراجات اصلی جزیہ سے وضع نہیں ہونگے بلکہ وہ جزیہ کی مقررہ مقدار سے ایک زائد چیز ہوگی

فقہ حنبلی میں ٹیکس وصولی کے ذرائع: "عَنْ حَارِثَةَ، قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ إِلَى عُمَرَ فَقَالُوا: إِنَّا قَدْ أَصَبْنَا أَمْوَالًا وَخَيْلًا وَرَقِيقًا نُحِبُّ أَنْ يَكُونَ لَنَا فِيهَا زَكَاةٌ وَطَهُورٌ قَالَ مَا فَعَلَهُ صَاحِبَايَ قَبْلِي فَأَفْعَلَهُ. وَاسْتَشَارَ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِمْ عَلِيٌّ فَقَالَ عَلِيٌّ: «هُوَ حَسَنٌ، إِنْ لَمْ يَكُنْ جِزْيَةً رَاتِبَةً يُؤْخَذُونَ بِهَا مِنْ بَعْدِكَ۔"(22)

"حارثہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ شام کے کچھ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں کچھ مال ودولت، گھوڑے اور غلام ملے ہیں، ہماری خواہش ہے کہ ہمارے لئے اس میں پاکیزگی اور تزکیہ نفس کا سامان پیدا ہو جائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے میرے دو پیشرو جس طرح کرتے تھے میں بھی اسی طرح کروں گا، پھر انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، وہ فرمانے لگے کہ یہ مال حلال ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اسے ٹیکس نہ بنالیں کہ بعد میں بھی لوگوں سے وصول کرتے رہیں۔"(23)

"حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ بَجَالَةَ يَقُول كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ أَنِ اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ وَسَاحِرَةٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَانْهَوْهُمْ عَنِ الزَّمْزَمَةِ فَقَتَلْنَا ثَلَاثَةَ سَوَاحِرَ وَجَعَلْنَا نُفَرِّقُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ حَرِيمَتِهِ فِي كِتَابِ اللهِ وَصَنَعَ جَزْءٌ طَعَامًا كَثِيرًا وَعَرَضَ السَّيْفَ عَلَى فَخِذِهِ وَدَعَا الْمَجُوسَ فَأَلْقَوْا وِقْرَ بَغْلٍ أَوْ بَغْلَيْنِ مِنْ وَرِقٍ وَأَكَلُوا مِنْ غَيْرِ زَمْزَمَةٍ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قَبِلَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ وقَالَ سُفْيَانُ حَجَّ بَجَالَةُ مَعَ مُصْعَبٍ سَنَةَ سَبْعِينَ۔"(24)

"بجالہ کہتے ہیں کہ میں احنف بن قیس کے چچا جزء بن معاویہ کا کاتب تھا، ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان کی وفات سے ایک سال پہلے خط آیا، جس میں لکھا تھا کہ ہر جادو گر کو قتل کر دو، مجوس میں جن لوگوں نے اپنے محرم رشتہ داروں سے شادیاں کر رکھی ہیں، ان میں تفریق کرا دو اور انہیں زمزمہ (کھانا کھاتے وقت مجوسی ہلکی آواز سے کچھ پڑھتے تھے) سے روک دو، چنانچہ ہم نے تین جادو گر قتل کیئے اور کتاب اللہ کی روشنی میں مرد اور اس کی محرم بیوی کے درمیان تفریق کا عمل شروع کیا۔ پھر جزء نے ایک مرتبہ بڑی مقدار میں کھانا تیار کروایا، اپنی ران پر تلوار رکھی اور مجوسیوں کو کھانے کے لئے بلایا، انہوں نے ایک یا دو خچروں کے برابر وزن کی چاندی لاکر ڈھیر کر دی اور بغیر زمزمے کے کھانا کھالیا، نیز پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے لیکن جب حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس بات کی گواہی دی کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہجر نامی علاقے کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا تو انہوں نے بھی مجوسیوں سے جزیہ لینا شروع کر دیا۔ سفیان کہتے ہیں کہ بجالہ نے مصعب کے ساتھ ۷۰ھ میں حج کیا تھا۔"(25)

"حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ بَجَالَةَ التَّمِيمِيِّ، قَالَ: لَمْ يُرِدْ عُمَرُ أَنْ يَأْخُذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ، حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ۔"(26)

"بجالہ کہتے ہیں کہ پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے لیکن جب حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس بات کی گواہی دی کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہجر نامی علاقے کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا تو انہوں نے بھی مجوسیوں سے جزیہ لینا شروع کر دیا۔"(27)

"حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ. عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ، وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى. اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ. الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِهِ، فَوَافَتْ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُمْ، فَقَالَ: «أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ وَجَاءَ بِشَيْءٍ؟» قَالُوا: أَجَلْ. يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: «فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللَّهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنِّي أَخْشَى أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ، كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُلْهِيكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ»۔"(28)

"حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو کہ غزوہ بدر کے شرکاء میں سے تھے سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا، تاکہ وہاں سے جزیہ وصول کر کے لائیں، نبی ﷺ نے اہل بحرین سے صلح کرلی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دیا تھا، چنانچہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لے کر آئے، انصار کو جب ان کے آنے کا پتہ چلا تو وہ نماز فجر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی ﷺ جب نماز فجر پڑھ کر فارغ ہوئے تو وہ سامنے آئے، نبی ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرا پڑے اور فرمایا شاید تم نے ابو عبیدہ کی واپسی اور ان کے کچھ لے کر آنے کی خبر سنی ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی یارسول اللہ! نبی ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اور اس چیز کی امید رکھو جس سے تم خوش ہو جاؤ گے، واللہ مجھے تم پر فقر و فاقہ کا اندیشہ نہیں، بلکہ مجھے تو اندیشہ ہے کہ تم پر دنیا اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی اور تم اس میں ان ہی کی طرح مقابلہ بازی کرنے لگو گے اور تم اسی طرح غفلت میں پڑ جاؤ گے جیسے وہ غفلت میں پڑ گئے۔"(29)

اس تحریر میں اس بات پر تحقیق کی گئی ہے کہ چاروں فقہاء کے نزدیک جو ذمی حضرات ہیں ان سے جزیہ لیا جائے گا اور ان فقہاء کا آپس میں تھوڑا سا اختلاف ہے وہ مقدار کے حوالے سے ہے۔ اس سے مسلمانوں کے ممالک کا انتظام اور رعایا کے ساتھ مالی تعاون کا ذریعہ اور راستہ آسان ہو گا۔ اور غریب مسلمان آرام اور سکون کی زندگی بسر کریں گے۔ اس طرح مسلمان اپنی زکوۃ اور عشر وغیرہ بیت المال میں جمع کرائیں جس سے مملکت اسلامیہ کا نظام اور انتظام چلایا جائے گا۔

حوالہ جات

1۔ شیبانی، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل ذہلی "مسند احمد"، حدیث 1949، جلد 3، ص 418

2 سجستانی، ابو داؤد سلیمان بن اشعث "سنن ابو داؤد"، حدیث 3082، جلد 3، ص 180

3۔ "مرغيناني، علي بن أبي بكر، "الهداية في شرح بداية المبتدي"، بیروت، دار احیاء التراث العربي، جلد 2، ص 401

4۔ "سکروڈھوی، محمد جمیل، "اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ"، کراچی، دار الاشاعت، 2009ء، جلد 7، ص 109

5۔ سجستانی، ابو داؤد سلیمان بن اشعث ابو داؤد 3806، حدیث، جلد 3، ص 356

(6) المرغيناني، علي بن أبي بكر، الهداية في شرح بداية المبتدي، بیروت، دار احیاء التراث العربي، جلد 2، ص 401

(7)سکروڈھوی، محمد جمیل، "اشرف الھدایہ شرح اردوھدایہ، "کراچی، دارالاشاعت، 2009ء، جلد7، ص109

(8) سجستانی، اَبوداود سلیمان بن اشعث "سنن ابوداؤد"، حدیث 2751، جلد3، ص80

(9)بخاری محمد بن اسماعیل" صحیح البخاری"، حدیث3156، جلد4، ص96

(10) سجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث "سنن ابوداؤد"، حدیث1576، جلد2، ص101

(11) سجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث "سنن ابوداؤد"، حدیث1576، جلد2، ص101 لاہور، مکتبۃ العلم، جلد2، ص580

(12) سجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث "سنن ابوداؤد"، حدیث3046، جلد3، ص169

(13) سجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث "سنن ابوداؤد" جلد2، ص573

(14)الِإمام مالک، مالک بن أنس، موطأبروایۃ ابی مصعب الزھری، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 1412ه، حدیث 741، جلد1، ص289

(15)الشیبانی، محمد، موطاامام محمد مترجم اردو، کراچی، مکتبہ حسان، 2005ء، ص162

(16)موطأإمام مالک بروایۃ ابی مصعب الزھری، حدیث743، جلد1، ص290

(17)موطاامام محمد مترجم اردو، ص162

(18)الِإمام مالک، مالک بن أنس، موطأمالک بروایۃ محمد بن الحسن، بیروت، المکتبۃ العلمیۃ، حدیث334، جلد1، ص117

(19)موطاامام محمد مترجم اردو، ص162

(20)موطأإمام مالک بروایۃ ابی مصعب الزھری، حدیث748، جلد1، ص292

(21)موطابروایۃ مصعب الزھری، حدیث743، جلد1، ص290

(22)شیبانی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ذہلی "مسند احمد"، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولی، 1421ه۔ حدیث82، جلد1، ص244

(23)شیبانی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ذہلی "مسند احمد"، جلد1، ص113

(24)شیبانی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ذہلی "مسند احمد"،، حدیث1657، جلد3، ص196

(25)شیبانی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ذہلی "مسند احمد"،، جلد1، ص660

(26)شیبانی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ذہلی "مسند احمد"، حدیث1685، جلد3، ص215

(27)شیبانی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ذہلی "مسند احمد"،۔ جلد1، ص671

(28)شیبانی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ذہلی "مسند احمد" حدیث17235، جلد28، ص469

(29)شیبانی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل ذہلی "مسند احمد"،، جلد7، ص158

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.